صدقہ و خیرات اور دعاؤں سے الٰہی نصرت حاصل کرو

(مسندِ خلافتِ احمدیہ پر فائز ہونے کے بعد پہلا خطبہ جمعہ)

(فرمودہ ۲۰ - مارچ ۱۹۱۴ء بمقام قادیان)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ احزاب کا دوسرا رکوع پڑھ کر فرمایا:-

دعویٰ کرنے کو تو سب لوگ کرسکتے ہیں لیکن آزمائش کے وقت اورامتحان کے موقع پر ہرانسان کی صداقت کا پتہ لگتاہے اوراس وقت اس کے دعووں کا پتہ لگتاہے کہ آیا وہ ٹھیک دعوے تھے یا کہ غلط- بہت لوگ اپنے آپ کو دلیراور بہادر سمجھتے ہیں- وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تمام قوموں سے ممتاز ہیں لیکن مصیبت کے وقت ان کے تمام دعوے کھل جاتے ہیں اوران کی حقیقت معلوم ہوجاتی ہے- اس وقت مدعی اپنے تمام دعوے بھول جاتے ہیں اور بجائے شیخی جتلانے کے اب پھروہ ڈرنا شروع کردیتے ہیں-

چوہوں کی مثل مشہورہے کہ ایک دفعہ بلّی سے جو چوہے سَت گئے تو چوہوں نے باہم مل کرمشورہ کیاکہ بلّی جب آوے تو اسے پکڑلو- توکسی نے کہامَیں اس کے ہاتھ کو لپٹ جاؤں گا' کسی نے کہاکہ مَیں اس کا کان پکڑلوں گا' کسی نے دُم' کسی نے کچھ' غرض کہ ساری چیزیں انہوں نے تقسیم کرلیں- ان میں ایک بوڑھا چوہا بھی تھا- اس نے کہاکہ تم سب کچھ پکڑتو لوگے لیکن اس کی میاؤں کو کون پکڑے گا اس نے جب ایک ہی آواز دی تو تم سب ڈر کر بھاگ جاؤ گے کوئی وہاں نہ ٹھہرے گا- درحقیقت بہت سے لوگ ضدّی ہوتے ہیں' ابتلاؤں کے وقت استقامت نہیں دکھاسکتے بزدلی دکھاتے ہیں- سب انبیاء کے زمانہ میں ایسا ہوا اور تمام

مأموروں کے زمانہ میں بھی لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا اور ان پر مصائب آئے۔ نیک لوگوں کے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ خدا کے رستہ میں پاؤں مارنا چاہتے ہیں تو ان کی آزمائش ہوتی ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے اور وہ علم والا ہے تو اسے آزمائش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ امتحان تو وہ لیتے ہیں جنہیں علم نہیں ہوتا وہ امتحان لے کر دیکھتے ہیں کہ یہ آدمی کیسا ہے اور جب انہیں اس کا پتہ لگ جاتا ہے تو اسے مناسب انعام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ آزمائش کرے وہ لاعلم تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں بھی ایک بہت بڑا فائدہ مدنظر ہے اور وہ فائدہ یہ ہے اور اس امتحان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ آدمی اپنی حالت کو سمجھ لیتا ہے کہ اس کی حالت کیسی ہے اور اس کے ایمان کی کیا حالت ہے۔ اپنے آپ کو تو ہر ایک شخص ہی نیک اور بڑا متقی اور پارسا سمجھتا ہے اور اپنے ایمان کو دوسرے آدمی کے ایمان سے زیادہ مضبوط سمجھتا ہے۔ زید اور بکر جب ان دونوں کی خدا تعالیٰ آزمائش کرتا ہے تو اگر زید کم ہمت بہ نسبت بکر کے نکلے تو اس وقت یہ شکایت اس کو نہ رہے گی کہ کیوں مجھ سے زیادہ بکر پر انعامات کئے جاتے ہیں اور مجھے کیوں کم نعمت ملتی ہے اور اُسے شک کی گنجائش نہ ہوگی۔ تو انسان کو آزمائش میں پڑ کر اپنی حالت کا پتہ لگ جاتا ہے۔ انبیاء پر مصائب آئے اور ان پر طرح طرح کے ابتلاء آئے تو انہوں نے انعامات بھی حاصل کئے۔ انبیاء پر اگر مصائب نہ آتے اور یونہی ان کو انعامات مل جاتے تو لوگ اعتراض کرتے۔ اب بھی لوگ اگر کہیں کہ دیکھو موسیٰؑ پر تو فلاں انعام ہوا وہ ہمیں کیوں نہ ملا تو تم کو چاہیئے کہ اپنی حالت اور موسیٰؑ کی حالت کا مقابلہ کرو۔ اور ان کے مصائب اور اپنے مصائب کا مقابلہ کرکے دیکھو۔ پھر دیکھو کہ کیوں ان کو زیادہ انعام ملا۔ اسی طرح اگر کوئی اعتراض کرے کہ مسیحؑ پر انعام ہوئے وہ ہمیں کیوں نہیں دیئے گئے تو وہ اپنی اور ان کی حالت کا مقابلہ کرکے دیکھیں۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کے متعلق اعتراض کرنے والا اپنی حالت کو دیکھے اور پھر نبی کریم ﷺ کی حالت کو دیکھے کہ کس کو زیادہ مصائب جھیلنے پڑے اور کسے زیادہ مشکلات پیش آئیں۔ اگر کوئی مشکل ان کو پیش نہ آتی تب تو یہ اعتراض ہو سکتا تھا کہ کیوں ان کو اتنے انعام دیئے گئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو جو مشکلات پیش آئیں اور جو جو مصائب ان کو برداشت کرنے پڑے ان کا اندازہ کرلو۔ اس قسم کی آزمائشیں اور امتحان جو

ہوتے ہیں وہ ایک تسلی دینے کیلئے ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے وقت میں جو جو مصائب مسلمانوں کو جھیلنے پڑے ان آیات میں ان کا نقشہ بتلایا ہے۔

فرمایا:- مومنو! تم یاد کرو جبکہ لشکر آئے۔ جب وہ تمہاری مشرقی جانب اور مغربی جانب سے آئے جبکہ آنکھیں پھر گئیں اور دل منہ کو آنے لگے اور تم بھی اور منافق بھی طرح طرح کے خیالات دوڑانے لگے۔ مومن تو سمجھتے تھے کہ اب یہ ابتلاء جو ہم پر آیا ہے یہ ہمارے لئے رحمت کا موجب ہوگا اور ہمیں اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ملیں گے اور منافق یہ خیال کرنے لگے کہ اگر یہ سچے ہوتے تو ان پر مصیبت کیوں آتی۔ اس وقت مومنوں پر ابتلاء آیا اور وہ بہت سخت ہلائے گئے اور منافق طرح طرح کی باتیں بنا کر کہنے لگے کہ تمام غلط باتیں ہیں اور یہ دھوکا ہے۔ اور ان میں سے ایک گروہ نے یہ بھی کہا کہ او یثرب والو! اب تمہارا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے تم واپس لوٹ جاؤ۔ اور ان میں سے ایک گروہ رسولؐ سے اجازت مانگتا تھا کہ ہمارے مکان محفوظ نہیں ہیں۔ ان کے مکان غیر محفوظ نہیں ہیں لیکن وہ تو جنگ سے بھاگنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور وہ بھاگنا چاہتے ہیں۔

اور اگر دشمن ان پر چڑھ کر اندر گھس آئے تو پھر اگر ان سے وہ مرتد ہونے کیلئے کہیں تو ضرور یہ مرتد ہو جاویں اور کفر کو اختیار کرلیں اور ذرا دیر بھی نہ کریں۔ انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ تعالیٰ کے عہد کے متعلق سوال کیا جاوے گا۔ ان کو کہہ دو کہ تمہیں بھاگنا کچھ نفع نہ دے گا اگر تم بھاگ گئے تو تمہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرر پہنچانا چاہے تو تمہیں کوئی بچا نہیں سکتا اور اگر اللہ تعالیٰ نفع دینا چاہے تو اس کی نعمت کو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو دوسروں کو روکتے ہیں اور ان کو بھی جانتا ہے جو دوسروں کو کہتے ہیں کہ لڑائی میں نہ جاؤ اور ہمارے پاس رہو۔ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تمہیں کچھ نفع ملے اور وہ تمہیں نفع پہنچانے کیلئے بخیل ہیں۔ اور جب کوئی خوف آوے تو تُو ان کو دیکھے گا کہ ان کی آنکھیں پھرتی ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی ہو اور جب ان کو امن ہو جاوے تو پھر وہ تمہیں بڑی سخت اور تیز زبانوں سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے اعمال ضائع ہوگئے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دشمن ابھی گیا نہیں ہے اور وہ یہی چاہتے ہیں کہ وہ باہر جنگل میں ہوں اور وہاں سے تمہاری خبریں سنیں اور اگر وہ تمہارے اندر بھی ہوں تو وہ نہ لڑیں مگر تھوڑا یعنی بالکل نہ لڑیں۔

مومنوں کی حالت احزاب کے موقع پر بڑی خطرناک تھی۔ وہ کئی کئی دن فاقہ میں گزار دیتے تھے اور باوجود فاقہ کشی کے ان کو دشمن سے لڑنا پڑتا تھا۔حدیثوں میں آیا ہے کہ ایک رات جبکہ بہت سخت سردی تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ہے جو دشمن کی خبر لاوے تو اس وقت کسی کو جرأت نہ ہو سکی کہ نکل کر دشمن کی خبر لاوے۔ اس وقت کپڑوں کی بھی مسلمانوں کو تنگی تھی۔ سارے یہی سمجھتے تھے کہ کسی کا نام تو لیا نہیں اس لئے سوائے ایک کے اور کوئی نہ بولا۔ دوبارہ حضور ﷺ نے کہا کوئی ہے جو دشمن کی خبر لاوے۔ تب پھر وہی آدمی بولا۔ پھر سہ بارہ فرمانے پر بھی وہی آدمی بولا۔ آپؐ نے اسے فرمایا۔ جاؤ جاکر دیکھ آؤ کہ دشمن کی کیا حالت ہے۔ وہ گیا تو اس نے دیکھا کہ میدان خالی پڑا ہے اور وہاں کوئی فرد بشر نہیں ہے۔ ان کے بھاگنے کا عجیب معاملہ ہوا۔ اسی دن ایسی سخت ہوا چلی کہ ایک سردار کی آگ بجھ گئی۔ آگ بجھنے کو عرب لوگ بُرا سمجھتے ہیں اور ان کا خیال تھا کہ جس کی آگ بُجھ گئی وہ گویا ہار گیا۔ وہ بھاگا تو اس کے ساتھ والوں نے سمجھا کہ معلوم نہیں کیا آفت پڑی ہے کہ یہ بھاگا ہے' وہ بھی بھاگ گئے۔ اسی طرح تمام لوگ ایک دوسرے کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ ابو سفیان ایسا گھبرایا کہ اسے اونٹ کی رسی کھولنی یاد نہ رہی اور اس پر سوار ہو گیا۔ اور تمام لوگ راتوں رات بھاگ گئے [1]۔ یہ اس وقت کے متعلق پیشگوئی تھی۔

اس موقع پر ایک خندق کھودی گئی جو کہ سلمان فارسی کے بتلانے پر نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ خندق کھودی جائے۔ اس کے پھر ٹکڑے تقسیم کردیئے گئے کہ فلاں ٹکڑے پر فلاں فلاں آدمی کام کریں اور فلاں پر فلاں - جو ٹکڑا سلمان اور ان کے ساتھیوں کے سپرد تھا اس میں ایک بڑا پتھر نکلا جسے وہ توڑ نہ سکے تو نبی کریم ﷺ کو عرض کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ لاؤ کدال مجھے دو' مَیں توڑتا ہوں۔ آپ نے پھر اس پر ایک زور سے کدال ماری۔ یہ قاعدہ ہے کہ لوہا اور پتھر ٹکرائیں تو ان میں سے آگ نکلتی ہے تو اس پتھر میں سے ایک آگ نکلی۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیصر کا ملک فتح ہو گیا۔ پھر کدال ماری تو دوبارہ آگ نکلنے پر فرمایا کہ کسریٰ کا ملک فتح ہو گیا۔ پھر آپ نے زور سے تکبیریں کہیں۔ منافق ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ کھانے اور پہننے کو کچھ ملتا نہیں ہے اور رہنے کی جھونپڑیاں تک بھی میسر نہیں ہیں اور خواہیں ملکوں کی۔ صحابہ نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ آپ تکبیریں کیوں کہتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے کسریٰ و قیصر کے ملک دکھائے گئے ہیں کہ وہ فتح ہو گئے ہیں [2]۔ اس مصیبت میں

رحمت کا نمونہ اللہ تعالیٰ نے بتلادیا اور اس مشکل میں آئندہ راحت بتلادی۔

اِس وقت دشمن خوش ہے کہ احمدیوں میں اب تفرقہ پڑگیا ہے اور یہ جلد تباہ ہوجائیں گے اور اِس وقت ہمارے ساتھ زُلْزِلُوْا زِلْزَالاً شَدِیْدًا سے والا معاملہ ہے۔ یہ آخری ابتلاء ہے جیسا کہ احزاب کے موقع کے بعد دشمن میں یہ جرأت نہ تھی کہ مسلمانوں پر حملہ کرے۔ ایسے ہی ہم پر یہ آخری موقع اور دشمن کا حملہ ہے۔ خدا تعالیٰ چاہے ہم کامیاب ہوں تو اِنْشَاءَاللّٰہُ پھر دشمن ہم پر حملہ نہ کرے گا بلکہ ہم دشمن پر حملہ کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے احزاب پر فرمایا تھا کہ اب ہم ہی دشمن پر حملہ کریں گے اور شکست دیں گے' دشمن اب ہم پر کبھی حملہ آور نہ ہوگا ہے۔ یہ ایک آخری ابتلاء ہے اس سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے تو دشمن کو پھر کبھی خوشی کا موقع نہ ملے گا۔

جنگیں تو احزاب کے بعد بھی ہوتی رہی ہیں۔ لیکن پھر دشمن کو یہ حوصلہ نہیں ہوا کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو' اسی طرح یہ آخری فتنہ ہے۔ پس تم دعا میں لگ جاؤ یہ فتنہ احزاب والا ہے۔ جس طرح وہاں صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ کی حالت تھی وہی اب یہاں ہماری حالت ہے۔ اور جو اس دشمن کی حالت ہوئی' وہی اب دشمن کے ساتھ ہوگی تمہیں چاہیئے کہ تم آگے بڑھو۔ دعاؤں میں لگ جاؤ کہ زلزلہ کے دن دُور ہوں اور یہ جو ہمارے درمیان فرق پڑگیا ہے' یہ فرق مٹ جاوے اور یہ تفرقہ اتحاد ہوجاوے۔ بچھڑے ہوئے مل جاویں جو ٹوٹے ہوئے ہیں وہ جڑجاویں اور جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح سے وعدے کئے تھے ہمارے ہاتھوں پر پورے ہوں۔ اگر ان مصائب سے ہم نکل جاویں تو ہم دشمن پر فتحیاب ہوں گے۔ ہمارے پاس لڑائی کا سارا سامان موجود ہے۔ ہمیں ان اشیاء کی کچھ ضرورت نہیں ہے جو کہ ہمارے پاس نہیں ہیں۔ جو ہتھیار ہمارے استعمال کیلئے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ دے گئے ہیں ہمارے لئے وہی کافی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں کافی ہتھیار موجود ہیں' ان کو استعمال کرو۔ ظاہری ہتھیاروں' توپوں' بندوقوں' تلواروں وغیرہ کی ہمیں کچھ ضرورت نہیں ہے۔ جو ہتھیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں وہ ہمارے لئے کافی ہیں' ان سے ہم ایک ہی وار میں شیطان کا کام تمام کرسکتے ہیں۔ پس تم ان ہتھیاروں کو اپنے استعمال میں لاؤ اور دعاؤں میں لگ جاؤ۔ ہر روز صبح وشام پانچوں نمازوں میں اور تہجد کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں کرو۔

یہ ایک ابتلاء ہے' خداتعالیٰ ہمیں آزماتا ہے کہ ہمیں مسیح موعود علیہ السلام اوران کی تعلیم سے کتنی محبت ہے۔

آج جمعہ کا دن ہے' یہ قبولیت کا دن ہوتاہے۔ آج شام تک بیٹھ کر ہرایک آدمی جس طرح اس سے ہوسکے وہ دعاؤں میں لگا رہے اور اگر کسی کوطاقت ہو تو وہ روزے بھی رکھے۔ اور صدقہ دو' خیرات کرو' یہ ہماری کوتاہی ہے' اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور رحم کرے۔ یہ فتنہ دور ہو' ترقیات ملیں جیسے احزاب کے موقع پر صحابہ کو مدد ملی تھی' ہمیں بھی وہ مدد ملے اور اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو۔

(الفضل ۲۵ - مارچ ۱۹۱۴ء)

۱؎ سیرت ابن ھشام (عربی) جلد ۳ صفحہ ۲۴۲'۲۴۳ مطبع مصطفٰی البابی الحلبی مصر ۱۹۳۶ء

۲؎ زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۰۹ مطبع الازھریہ المصریۃ ۱۳۲۹ھ

۳؎ الاحزاب: ۱۲

۴؎ بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خندق